یورپ و امریکہ میں رہنے والے مسلمان متوجہ ہوں

رسول اللہ ﷺ ہر اس مسلمان سے بری ہیں جو مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرے

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِى ٱلْبِلَٰدِ (□□□) مَتَٰعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَىٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ ٱلْمِهَادُ (□□□)

(آل عمران)

" (اے پیغمبر) کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکا نہ دے ۔ (یہ دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ ہے پھر (آخرت میں) تو ان کا ٹھکانا دوزخ

ہے اور وہ بری جگہ ہے ۔"

شیخ یوسف العیری شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولماذا يلام من أراد أن يفعل المأمور بقتل وترويع أہل الحرب واستباحة ديارہم ؟ ولا يلام من خالف أمر النبی ﷺ وأقام بين ظہرانی المشركين ؟ فأصبح من قام بأمر الله مجرماً ، ومن تبرأ منه الرسولﷺمؤمناً يجب المحافظة على دمه وأمنه ، وہذا لا يعنی أننا نكفر من أقام بين ظہرانی المشركين وإن كان ظاہر كلام النبی ﷺ يقتضی ذلک ، إلا أننا نقول ہم مسلمون وغاية ما يدفعه من قتلہم نصف ديتہم "

(بحوالہ "حقيقة الحرب الصليبية الجديدة")

"تو آج پھر ایسے شخص کو کیوں ملامت کیا جاتا ہے کہ جو کفار کو قتل کرنے اور اُنہیں مرعوب کرنے اور اُن کے ملکوں کو تباہ کرنے جیسے (شرعی)حکم پر عمل کرتا ہے(اور اس دوران وہاں موجود کچھ مسلمان قتل ہوجاتے ہیں)۔۔۔ اس کے برعکس اُس شخص کو کوئی ملامت نہیں کی جاتی کہ جس نے نبیﷺ کی مخالفت کرتے ہوئے مشرکوں کے درمیان اقامت اختیار کی(اور ان حملوں کا نشانہ بن گیا)۔ گویا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کو بجا آور لانے والا تو مجرم ٹھہرا!۔۔۔اور کفا رکے درمیان رہنے پر جس سے رسول اللہ ﷺنے برأت کا اعلان ظاہر کیا، وہ ایسا مؤمن ٹھہرا کہ جس کے خون اور امن وامان کی حفاظت واجب ہے!اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم

مشرکوں کے درمیان اقامت اختیار کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں، اگرچہ نبیﷺ کی ظاہری بات ایسی چیز کا تقاضہ کرتی ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں لیکن(حملہ ہونے پر ان کے مارے جانے کی صورت میں)حملہ کرنے والے پر زیادہ سے زیادہ جو حکم لاگو ہوتا ہے، وہ اُن کی نصف دیت کا ہے“۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ الترمذی نے اپنی سنن میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ :

((عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً إِلَى خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ بِالسُّجُودِ فَأَسْرَعَ فِيهِمْ الْقَتْلَ فَبَلَغَ ذَلِکَ النَّبِیَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ أَنَا بَرِیءٌ مِنْ کُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِکِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلِمَ قَالَ لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا))
(سنن الترمذی،ج۶،ص۱۳۸،رقم :۱۵۳۰۔سنن ابی داود،ج۷،ص۲۳۷،رقم :۲۲۷۴)

”نبی ﷺ نے خثعم قبیلے کی طرف ایک دستہ بھیجا، تو ان لوگوں نے سجدوں میں پناہ لی، تو وہ جلدی سے قتل کردیئے گئے، تو جب یہ خبر نبی eتک پہنچی، تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے لیئے آدھی دیت ادا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:”میں ہر اُس مسلمان سے بری ہوں کہ

جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے“صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، کیوں یا رسول اللہﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:”کیونکہ انہیں اتنے فاصلے پر ہونا چاہیے تھا کہ انہیں ایک دوسرے کی آگ نظر نہ آتی“۔

ایک اورروایت جوکہ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺنے فرمایا:

((لَا تُسَاكِنُوا الْمُشْرِكِينَ وَلَا تُجَامِعُوهُمْ فَمَنْ سَاكَنَهُمْ أَوْ جَامَعَهُمْ فَهُوَ مِثْلُهُمْ))

(سنن الترمذی،ج۶،ص۱۳۸،رقم الحدیث:۱۵۳۰)

”مشرکوں کے ساتھ رہائش اختیار نہ کرو اور نہ اُنکے ساتھ اکھٹے ہو۔ سو جو کوئی اُنکے ساتھ رہتا ہے یا اُن کے ساتھ اختلاط کرتا ہے، تو وہ اُنہی کی مانند ہے“۔

علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”(فاعتصم ناس بالسجود)أی ناس من المسلمین الساکنین فی الکفار , سجدوا باعتماد أن جیش الإسلام یترکوننا عن القتل حیث یروننا ساجدین ، لأن الصلاة علامة الإیمان (فأمر لهم بنصف العقل) أی بنصف الدیة“۔

’’صحابہ کا یہ قول کہ ان لوگوں نے سجدوں میں پناہ لی یعنی مسلمانوں کے وہ لوگ کہ جو کفار کے ساتھ رہائش اختیار کئے ہوئے تھے، انہوں نے اس اعتماد کے ساتھ سجدے کئے کہ اسلامی لشکر ہمیں سجدوں میں دیکھ کر قتل نہیں کرے گا کیونکہ نماز ایمان کی علامت ہے۔ تو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آدھی دیت کا حکم دیا یعنی آدھی دیت‘‘۔

امام الخطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

’’ قال الخطابی فی معناہ ثلاثۃ وجوہ:قیل:معناہ لا یستوی حکمہما ، وقیل:معناہ أن اللہ فرق بین داری الإسلام والکفر:فلا یجوز لمسلم أن یساکن الکفار فی بلادہم حتی إذا أوقدوا نارا کان منہم حیث یراہا ،وقیل:معناہ لا یتسم المسلم بسمۃ المشرک ولا یتشبہ بہ فی ہدیہ وشکلہ‘‘

’’ وہ ایک دوسرے کی آگ کو نہ دیکھیں کے معنی کی تین شکلیں ہیں: (۱)کہا گیا کہ اس کا معنی ہے کہ اُن دونوں کا حکم برابر نہیں اور(۲) کہا گیا کہ اس کا معنی ہے کہ اسلام ور کفر کے ملکوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرق کیا ہے۔ سو، کسی مسلمان کے لیئے یہ جائز نہیں کہ وہ کفّار کے ساتھ رہائش اختیار کرے حتی کہ اگر وہ آگ جلائیں، تو وہ اُن سے اتنی دوری پر ہو کہ وہ اس آگ کونہ دیکھ

سکیے۔ اور(۳) کہا گیا کہ مسلمان، مشرک کی صفت سے متّصف نہ ہو اور نہ اُسکی شکل وصورت اور اسکیے طریقیے کی مشابہت اختیار کریے“۔

حافظ شمس الدین ابن القیم رحمہ اللہ نیے (عون المعبود)کیے اپنیے حاشییے میں فرمایا کہ:

”قَالَ بَعْض أَہْل الْعِلْم:إِنَّمَا أَمَرَ لَہُمْ بِنِصْفِ الْعَقْل بَعْد عِلْمه بِإِسْلَامِہِمْ ، لِأَنَّہُمْ قَدْ أَعَانُوا عَلَى أَنْفُسہمْ بِمَقَامِہِمْ بَيْن ظَہْرَانَیْ الْكُفَّار ، فَكَانُوا كَمَنْ ہَلَکَ بِجِنَايَةِ نَفْسه وَجِنَايَة غَيْره . وَہَذَا حَسَن جِدًّا .وَاَلَّذِی يَظْہَر مِنْ مَعْنَى الْحَدِيث : أَنَّ النَّار ہِیَ شِعَار الْقَوْم عِنْد النُّزُول وَعَلَامَتہمْ ، وَہِیَ تَدْعُو إِلَيْہِمْ ، وَالطَّارِق يَأْنَس بِہَا ، فَإِذَا أَلَمَّ بِہَا جَاوَرَ أَہْلہَا وَسَالَمَہُمْ . فَنَار الْمُشْرِكِينَ تَدْعُو إِلَى الشَّيْطَان وَإِلَى نَار الْآخِرَة ، فَإِنَّہَا إِنَّمَا تُوقَد فِی مَعْصِيَة اللَّہ ، وَنَار الْمُؤْمِنِينَ تَدْعُو إِلَى اللَّہ وَإِلَى طَاعَته وَإِعْزَاز دِينه ، فَكَيْف تَتَّفِق النَّارَانِ ، وَہَذَا شَأْنہمَا ؟ وَہَذَا مِنْ أَفْصَح الْكَلَام وَأَجْزَله ، الْمُشْتَمِل عَلَى الْمَعْنَى الْكَثِير الْجَلِيل بِأَوْجَز عِبَارَة ۔۔۔۔وَقَدْ رَوَى النَّسَاءِیُّ مِنْ حَدِيث بَہْز بْن حَكِيم عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدّہ قَالَ((قُلْت يَا رَسُول اللَّہ مَا أَتَيْتُک حَتَّى حَلَفْت أَكْثَر مِنْ عَدَدہِنَّ لِأَصَابِع يَدَيْہ۔أَنْ لَا آتِيک ، وَلَا آتِی دِينک ، وَإِنِّی كُنْت اِمْرَأً لَا أَعْقِل شَيْءًا إِلَّا عَلَّمَنِی اللَّہ وَرَسُولہ۔وَإِنِّی أَسْأَلک بِوَجْہِ اللَّہ:بِمَ بَعَثَک رَبّنَا إِلَيْنَا ؟ قَالَ:بِالْإِسْلَامِ ۔قُلْت:وَمَا آيَات الْإِسْلَام ؟ قَالَ:أَنْ تَقُول:أَسْلَمْت وَجْہِی

إِلَى اللَّه وَتَخَلَّيْت ، وَتُقِيم الصَّلَاة ، وَتُؤْتِي الزَّكَاة۔كُلّ الْمُسْلِم عَلَى الْمُسْلِم مُحَرَّم ، أَخَوَانِ نَصِيرَانِ ، لَا يَقْبَل اللَّه مِنْ مُشْرِك بَعْد مَا يُسْلِم عَمَلًا ، أَوْ يُفَارِق الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ))۔وَقَدْ ذَكَرَ أَبُو دَاوُدَ مِنْ حَدِيث سَمُرَة عَنْ النَّبِيّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِك وَسَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْله))وَفِي الْمَرَاسِيل لِأَبِي دَاوُدَ عَنْ مَكْحُول عَنْ النَّبِيّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَتْرُكُوا الذُّرِّيَّة إِزَاء الْعَدُوّ))۔

(عون المعبود،ج۶،ص۷۳،رقم:۲۲۷۴)

”بعض اہل علم نے کہا کہ آپ ﷺ نے اُن (خثعم قبیلے)کے اسلام کو جاننے کے بعد اُن کے لیئے آدھی دیت کا حکم صرف اس لئے دیا کیونکہ انہوں نے کفار کے درمیان مقیم رہ کر (اپنے قتل)کی راہ ہموار کی، تو وہ اُس شخص کی مانند ہوئے کہ جو اپنے جرم اور دوسرے کے جرم سے ہلاک ہوا ہو۔ اور یہ بہت اچھا ہے اور حدیث سے جو معنی ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشبہ آگ ہی کسی قوم کے قیام کا شعار اور علامت ہوتی ہے اور یہی (مسافروں وغیرہ)کو ان کی طرف بلاتی ہے اور نیا آنے والا اس سے مانوس ہوتا ہے، تو جب وہ انہیں جانتا ہے تو انکا پڑوسی بنتا اور ان سے مراسم قائم کرتا ہے“ لہٰذامشرکوں کی آگ شیطان کی طرف اور آخرت کی آگ کی طرف دعوت دیتی ہے کیونکہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معصیت میں جلائی جاتی ہے جبکہ مؤمنوں کی آگ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اُسکی اطاعت اور اسکے دین

کی عزت کی طرف دعوت دیتی ہے۔ تو دونوں آگ کیونکر اکھٹی ہوسکتی ہیں اور یہی اُنکی شان ہے؟ اور یہ فصیح ترین اور قوی ترین بات ہے جو کئی واضح معنوں اور بہترین عبارت پر مشتمل ہے۔امام النسائی نے بہز بن حکیم سے روایت کیا ہے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا:"میں نے کہا، یا رسول اللہﷺ، میں آپ کے پاس ایسے وقت آیا ہوں کہ جب میں نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی تعداد سے بھی زیادہ مرتبہ قسم اُٹھائی تھی کہ نہ تو میں آپ کے پاس آؤں گا اورنہ آپ کے دین پر (ایمان نہ لاؤں گا)۔ میں تو کسی چیز میں بھی عقل نہیں رکھتا تھا، مگر مجھے اللہ اور اسکے رسول نے سکھایا۔ میں آپﷺسے سوال کرتا ہوں کہ:اللہ نے آپ ﷺ کو ہماری طرف کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ تو آپﷺنے فرمایا:اسلام کے ساتھ، میں نے کہا کہ؛ اسلام کی نشانیاں کیا ہیں؟ آپﷺ نے فرمایا کہ:"تو یہ کہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا اوراسکے علاوہ(کسی چیز کی عبادت)کوچھوڑ دیا اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ ہر مسلمان، دوسرے مسلمان کے لیئے حرام ہے۔ دونوں مددگار بھائی ہیں،اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی مشرک کے اسلام لانے کے بعد کوئی عمل اُس وقت تک قبول نہیں کرتا کہ جب تک وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں میں نہیں آجاتا"۔اور ابو داؤد نے سمرہ کی حدیث بیان کی کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت ہے:"جو کوئی مشرک کے ساتھ اکھٹا ہوتا اور اس کے ساتھ رہائش اختیار کرتا ہے، تو وہ اُسی کی مانند ہے"۔ ابو داؤد کی مراسیل میں مکحول سے

روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت ہے کہ:"اپنی ذریت (اولاد)کو دشمن کے قریب مت چھوڑو"۔

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں:

"(إِلَى خَثْعَمَ): قَبِيلَة(فَأَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْل): أَيْ بِنِصْفِ الدِّيَة . قَالَ فِي فَتْح الْوَدُود : لِأَنَّهُمْ أَعَانُوا عَلَى أَنْفُسهمْ بِمُقَامِهِمْ بَيْن الْكَفَرَة ، فَكَانُوا كَمَنْ هَلَكَ بِفِعْلِ نَفْسه وَفِعْل غَيْره فَسَقَطَ حِصَّة جِنَايَته(بَيْن أَظْهُر الْمُشْرِكِينَ): أَيْ بَيْنهمْ وَلَفْظ أَظْهُر مُقْحَم(لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا)

(عون المعبود،ج۶،ص۷۳،رقم:۲۲۷۴)

"(خثعم کی طرف)، یہ ایک قبیلہ ہے، اُن کے لیئے (نصف العقل کا حکم دیا)۔ اور (فتح الودود)میں کہا:چونکہ انہوں نے کفّار کے درمیان مقیم ہو کر خود پر (ہلاکت کی)راہ ہموار کی تھی، تو وہ اس شخص کی مانند ہوگئے، جو اپنے اور کسی دوسرے کے فعل سے ہلاک ہوا۔ سو، اُسکے حصّے کے جرم کی دیت گر گئی۔مشرکوں کے درمیان یعنی اُن کے درمیان اور یہاں لفظ" اظہر" زائد ہے۔ایک دوسرے کی آگ کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بعض کتابوں کے نسخوں میں ہے اور بعض میں" تراء ی "کا لفظ ہے"۔

اور آخر میں آپ فرماتے ہیں:

”أَیْ یَلْزَم الْمُسْلِم وَیَجِب عَلَیْہِ أَنْ یَتَبَاعَد مَنْزِلہ عَنْ مَنْزِل الْمُشْرِک وَلَا یَنْزِل بِالْمَوْضِعِ الَّذِی إِنْ أُوقِدَتْ فِیہِ نَارہ تَلُوح وَتَظْہَر لِلْمُشْرِکِ إِذَا أَوْقَدَہَا فِی مَنْزِلہ ، وَلَکِنَّہُ یَنْزِل مَعَ الْمُسْلِمِینَ ، وَہُوَ حَثّ عَلَی الْہِجْرَة “ (عون المعبود،ج٦،ص٧٣،رقم:٢٢٧٤)

”چناچہ مسلمانوں پر لازم اور واجب ہے کہ اُس کا گھر، مشرک کے گھر سے دور ہونا چاہیے اور نہ وہ ایسی جگہ مقیم ہو کہ جہاں اگر اُسکی آگ جلائی جائے، تو اُسکے شعلے مشرکوں کے سامنے ظاہر ہوں اور جب وہ یہ آگ اپنے گھر میں جلائے۔ بلکہ اُسے مسلمانوں کے ساتھ مقیم ہونا چاہیے اوریہ ہجرت پر اُبھارنا ہے “۔

آج بلاشبہ جو مسلمان شخص بھی کفارکے عالمی اقتصادی ،عسکری،انتظامی اور تجارتی مراکز میں کام کرتا ہے، تو وہ یقینی طور پر جنگجو ملک کے اہم ترین اقتصادی مراکز میں کام کرتا ہے۔ لہٰذا، جو مسلمان، کافر طاقت کے خلاف کوئی کاروائی کرنا چاہتے ہیں اور وہ کافروں کے درمیان مسلمانوں کو پہچان نہ سکیں، تو اس کے ساتھ کفار کے شریکِ کار کامعاملہ کریں گے اور اُن کے لیئے اُس کا یہی دنیاوی(شرعی حکم)ہوگا، مگر آخرت کا نہیں۔ اور اسکی دلیل صحیحین

وغیرہ میں جو آیا ہے کہ عائشہrنے کہاکہ رسول اللہeنے نیند میں کچھ حرکت کی، تو ہم نے کہا یا رسول اللہﷺ، آپ نے نیند میں کوئی حرکت کی ہے کہ جو آپ پہلے نہیں کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْعَجَبُ إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَؤُمُّونَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الطَّرِيقَ قَدْ يَجْمَعُ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ فِيهِمْ الْمُسْتَبْصِرُ وَالْمَجْبُورُ وَابْنُ السَّبِيلِ يَهْلِكُونَ مَهْلَكًا وَاحِدًا وَيَصْدُرُونَ مَصَادِرَ شَتَّى يَبْعَثُهُمْ اللَّهُ عَلَى نِيَّاتِهِمْ)) (صحیح مسلم،ج۱۴،ص۵۵،رقم الحدیث:۵۱۳۴)

”تعجب ہے کہ میری اُمت کے کچھ لوگ اللہ کے گھر (کعبہ)میں پناہ لیئے ہوئے قریش کے ایک آدمی پر حملے کے لئے اس گھر کی طرف آئیں گے حتی کہ جب وہ ایک صحرا پر پہنچیں گے، تو اُنہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔تو ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم راستے سے بھی لوگ اکھٹے ہوجاتے (اس میں شامل ہوتے ہیں)۔آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:جی ہاں، ان میں جاننے بوجھنے والا (صاحبِ بصیرت)بھی ہوگا اور مجبور بھی اور مسافر بھی، سب کو ایک ہی طریقے پر ہلاک کردیا جائے گا، مگر وہ مختلف طریقوں سے اُٹھائے جائیں گے، (قیامت کے روز)اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اُنہیں اُن کی

نیتوں پر اُٹھائے گا۔“۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ عائشہr نے فرمایا کہ میں نے کہا یا رسول اللہﷺ، اُن کے شروع سے لیکر اُن کے آخر تک (سب کو)زمین میں دھنسا دیا جائے گا، حالانکہ اُن میں سے تو ایسے لوگ بھی ہوں گے کہ جو خرید وفروخت کے لئے آئے ہوں گے اور ایسے بھی ہوں کہ جن کا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ آپﷺنے فرمایا:

((یخسف بأولہم وآخرہم ثم یبعثون علی نیاتہم))

”اُن کے شروع اور اُن کے آخر(سب کو)زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پھر اُنہیں اُن کی نیتوں پر اُٹھایا جائے گا“۔

الترمذی نے صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ:

((ولم ینج أوسطہم))
”اور اُن کے درمیان میں سے کوئی بھی نجات نہ پائے گا“

۔

اورحفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مسلم کے الفاظ ہیں:

((فلا يبقى إلا الشريد الذى يخبر عنہم))
”تو اُن میں سے صرف بھاگا ہوا بچے گا کہ جو اُن کے بارے میں بتائے گا“۔

امام ابن الحجر ڑحمہ اللہ نے اس حدیث کی تعلیق میں کہا کہ:

"أَیْ یُخْسَفُ بِالْجَمِیعِ لِشُؤْمِ الْأَشْرَارِ ثُمَّ یُعَامَلُ کُلُّ أَحَد عِنْد الْحِسَاب بِحَسَبِ قَصْدِہِ ، قَالَ الْمُہَلَّب:فِی ہَذَا الْحَدِیث أَنَّ مَنْ کَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فِی الْمَعْصِیَۃِ مُخْتَارًا أَنَّ الْعُقُوبَۃَ تَلْزَمُہُ مَعَہُمْ
. قَالَ وَاسْتَنْبَطَ مِنْہُ مَالِکٌ عُقُوبَۃَ مَنْ یُجَالِسُ شَرَبَۃَ الْخَمْرِ وَإِنْ لَمْ یَشْرَبْ “
(فتح الباری لابن حجر،ج۶،ص۴۴۲،رقم الحدیث:۱۹۷۵)

”برے لوگوں کی نحوست کے سبب، سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پھر ہر ایک سے حساب کتاب کے وقت (قیامت کے روز)اُسکے ارادے کے مطابق معاملہ کیا جائے گا“۔ امام المہلب نے فرمایا کہ:”اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو کوئی کسی قوم کی معصیت میں، اُنکی تعداد میں، خود مختاری میں اضافہ کرتا ہے، تو بلاشبہ اُن کے ساتھ، اس پر بھی سزا لازم ہوتی ہے،اور کہا کہ امام مالک نے اس (حدیث)سے اُس شخص کی سزا پر استدلال کیا ہے کہ جو شراب پینے والوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اگرچہ اُس نے شراب نہیں پی ہوتی“۔

امام ابن تیمیہ ڑحمہ اللہ نے (الفتاویٰ الکبریٰ)اور اُ ن کے شاگرد ابن القیم رحمہ اللہ نے اس حدیث سے ایسی شوکت وقوت والی جنگجو جماعت کے خلاف لڑنے پر استدلال کیا ہے کہ جن میں خواہ مسلمان ہی موجود ہوں۔ کہا کہ اُنہیں ایک ہی طرح سے ہلاک کیا جائے گا جبکہ (قیامت کے دن)مختلف حالتوں (اپنی نیتوں پر اُٹھائے جائیں گے)۔

لہٰذا، کافر کے اسٹریجٹک مراکز میں جو مسلمان کام کرتے تھے، وہ شرعی حکم میں اُس شخص کی مانند ہیں کہ جو جنگ میں کفارکی مدد کرتا ہے۔ یہ دنیاوی حکم ہے اور اُن پر اس حکم کا امکان بھی ہے کہ اُن کے ساتھ جو کچھ ہوگا، وہ اُن کفار کی تعداد میں اضافے کا باعث بننے اور انہیں فائدہ پہنچانے کی سزا ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد کی کتاب (الزہد)میں ابن دینار سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں میں سے ایک نبی کی طرف وحی کی کہ:

((قل لقومک لا تدخلوا مداخل أعدائی ولا تلبسوا ملابس أعدائی ولا ترکبوا مراکب أعدائی فتکونوا أعدائی کما ہم أعدائی))
(کذافی فتح القدیر للمناوی ، وقال العلقمی فی الکوکب المنیر شرح الجامع الصغیر حدیث سمرة إسناده حسن)

”اپنی قوم سے کہہ دیجئے کہ میرے دشمنوں کے داخل ہونے کی جگہ میں داخل نہ ہوں اور نہ میرے دشمن والا لباس پہنو، اور نہ میرے دشمن کی سواریوں پر سوار ہو، ورنہ تم میرے اُسی دشمن کی طرح ہوجاؤ گے کہ جیسے وہ میرے دشمن ہیں“۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضیہ اللہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ایک حدیث کو بیان فرماتے ہیں :

((كَانَ اِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابَ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى أَعْمَالِهِمْ))

(صحیح البخاری،ج۲۲،ص۳،رقم الحدیث:۶۵۷۵۔صحیح مسلم،ج۱۴،ص۴۵،رقم الحدیث:۵۱۲۷)

”جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتاہے تو عذاب ان سب لوگوں پر آتا ہے جو ا س قوم میں شامل ہوتے ہیں۔پھر ان کو ان کے اعمال کے مطابق اٹھایاجائے گا ۔(اگر کوئی ان میں نیک ہوگا تو ثواب کاحقدار ٹھہرے گاجو باقی ہوں گے وہ عذاب میں مبتلاکیے جائیں گے)“۔

مذکورہ بالاحدیث مبارکہ کی تشریح بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

” وَيُسْتَفَاد مِنْ ہَذَا مَشْرُوعِيَّة الْهَرَب مِنْ الْكُفَّار وَمِنْ الظَّلَمَة لِأَنَّ الْإِقَامَة مَعَهُمْ مِنْ إِلْقَاء النَّفْس إِلَى التَّہْلُكَة ، ہَذَا إِذَا لَمْ يُعِنْہُمْ وَلَمْ يَرْضَ بِأَفْعَالِہِمْ فَإِنْ أَعَانَ أَوْ رَضِيَ فَهُوَ مِنْہُمْ ۔۔۔وَأَمَّا فِي الدُّنْيَا فمہما أَصَابَہُمْ مِنْ بَلَاء كَانَ تَكْفِيرًا لِمَا قَدَّمُوهُ مِنْ عَمَل سَيِّء ، فَكَانَ الْعَذَاب الْمُرْسَل فِي الدُّنْيَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا يَتَنَاوَل مَنْ كَانَ مَعَهُمْ وَلَمْ يُنْكِر عَلَيْہِمْ فكَانَ ذَلِكَ جَزَاء لَہُمْ عَلَى مُدَاہَنَتہمْ ، ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَة يُبْعَث كُلّ مِنْہُمْ فَيُجَازَى بِعَمَلِهِ “

(فتح الباری:ج۲۰،ص۱۱۳،رقم الحدیث:۶۵۷۵)

”اس حدیث رسول ﷺسے معلوم ہواکہ کافروں اورظالموں کے علاقہ اورملک سے بھاگ جانا چاہیے یعنی کفر وظلم والی سرزمین سے نکل جاناچاہیے ۔کیونکہ کافروں اورظالموں کے درمیان رہائش اختیار کرنا اور زندگی گزارنا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے ۔یہ معاملہ تو اس وقت ہے جب کوئی ان کافروں اور ظالموں کا تعاون نہ کرے اور ان کافروں اور ظالموں کے اقدامات اورکاروائیوں کو ناپسند کرتا ہو۔لیکن اگر(کسی بھی قسم)کی معاونت کرے یا اس پر راضی رہے تو وہ انہیں میں سے ہے۔۔۔اور جو دنیا میں ظالموں پر بھیجے جانے والا عذاب ان لوگوں کو بھی ظالموں میں شامل کرلیتا ہے جو ان ظالموں کو ان کے ظلم سے نہ روکیں ۔ اس لئے یہ ان کی جزاء ہے جو ظالموں کو روکنے میں مداہنت کا شکار ہوگئے۔پھر قیامت کے دن ہر کوئی آدمی اپنے عمل کے مطابق اٹھایا جائے گا اوراس کے مطابق جزاء دی جائے گی “۔

اس مسئلہ کو واضح کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ ا للہ مزید فرماتے ہیں :

”جب یہ بات واضح ہے کہ جہاد کو جاری رکھنا واجب اور فرض ہے اس کی خاطر چاہے کتنے ہی مسلمان قتل ہوجائیں لہٰذا جو مسلمان کافروں کی صفوں میں ہوں انہیں ”جہاد فی سبیل اللہ“کی ضرورت اور حاجت کی بناء پر اضطراراً قتل کرنا جہاد کو موقوف کرنے اور ختم کرنے کے جرم سے بڑا جرم نہیں ہے“۔
(التبیان فی اہم مسائل الکفر والایمان،لفضیلۃ الشیخ ابوعمرو عبد الحکیم حسان)

چناچہ شیخ یوسف العیری رحمہ اللہ کفار کے ملکوں میں رہائش پذیر مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں :

”ولا أنسی فی ہذا المقام أن أنصح إخواننا المسلمین الذین یسکنون بین أظہر المشرکین سواءً کانوا معذورین أو غیر معذورین ، ألا ینسوا أنہم ہم أول المعنیین بمعانی الولاء والبراء والمظاہرۃ للأعداء ، فلا تغرہم الحیاۃ الدنیا ولا یغرنہم باللہ الغرور ، فأہم ما یحفظہ
العبد ہو دینہ وعقیدتہ ولو عاش فقیراً ومات ہو وأبناؤہ من الجوع خیرلہ

من أن يعيش غنياً ويموت ہو وأبناؤه على غير ملة الإسلام فالدنيا فانية والآخرة ہی الحیوان لو كانوا يعلمون“. (بحوالہ ”حقيقة الحرب الصليبية الجديدة“)

”اس مقام پر میں اپنے اُن مسلمان بھائیوں کو نہیں بھولوں گا کہ جو مشرکوں کے درمیان رہائش پذیر ہیں خواہ وہ معذور ہوں یا غیر معذور، وہ مت بھولیں کہ الولاء والبراء اور المظاھرة للاعداد (دشمنوں کی مدد کرنے)کے معنوں میں سب سے پہلے مخاطب وہی ہیں۔ لہٰذا، دنیا کی زندگی اُنہیں دھوکے میں نہ رکھے اور شیطان، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں اُنہیں کسی دھوکے میں نہ رکھے۔ کیونکہ بندے کی اہم ترین چیز جو حفاظت کے قابل ہے وہ اُس کا دین اور اُس کا عقیدہ ہے خواہ وہ فقیر ہو کر ہی زندگی گزارے اور وہ اور اُسکی اولاد بھوک سے مر جائیں۔ یہ اُس سے بہتر ہے کہ وہ غنی ہو کر زندگی گزارے اور وہ اور اسکی اولاد ملّتِ اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر مریں۔ کیونکہ یہ دنیا فانی ہے اور آخرت ہی حقیقی زندگی ہے اگر وہ جانتے ہوں “۔

(" عزت اور ذلت کا اصل معیار " سے اقتباس)